دورِ حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کا مسئلہ اور اس کا حل
(تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں)

ڈاکٹر سید عبد المالک
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات
بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

زیر تحقیق موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی مذہبی انتہا پسندی کا مسئلہ نقطہ عروج پر ہے۔ جس کے خاتمے کے لئے بین الاقوامی برادری نہایت سنجیدگی کے ساتھ عملی طور پر سرگرم عمل ہے۔ گو مذہبی انتہاء پسندی کا تعلق محض اسلامی دنیا سے نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلامی ممالک کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس وقت مسلم ممالک اہل مغرب کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس لئے زیر بحث عنوان کا تقاضا ہے کہ یہاں زیادہ تر بحث و تمحیص دین اسلام کے حوالے سے ہو۔ مذہبی (اسلامی) انتہاء پسندی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی غرض سے حسب ذیل سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں۔

۱۔ کیا دین اسلام میں انتہا پسندی اور غلو کی گنجائش ہے؟
۲۔ کیا انتہا پسندی کا تعلق محض اسلام اور مسلم امہ سے ہے؟

۳۔ کیا اسلام اعتدال پسند (Moderate) مذہب ہے؟

۴۔ کیا اسلام بنیاد پرستی (Fundamentalism) کا نام ہے؟

۵۔ کیا اسلام میں دہشت گردی (Terrorism)، تشدد (Violence) اور تخریب کاری کا کوئی جواز ہے؟

۶۔ کیا دین اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے یا بدامنی کا؟

۷۔ جہاد و قتال، جنگ، دہشت گردی، فتنہ وفساد اور آزادی جدوجہد میں کیا فرق ہے؟

۸۔ مغربی اقوام کا جہاد سے متعلق تصور کہ کلمہ پڑھو، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے، کہاں تک حقیقت پر مبنی ہے؟

۹۔ معترضین کا یہ اعتراض کہ ''اسلام ایک خونخوار مذہب ہے اور اپنے پیروں کو خونریزی کی تعلیم دیتا ہے، کیا اس میں کوئی صداقت ہے؟

۱۰۔ کیا واقعی اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے؟

۱۱۔ کیا اسلام نے فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کی تعلیم دی ہے؟

۱۲۔ اتحاد امت اور قومی یکجہتی کا اسلام نے کیا تصور دیا ہے؟

۱۳۔ کیا اسلام میں مذہبی رواداری کا درس موجود ہے؟

۱۴۔ کیا اسلام کے نزدیک انسان بطور انسان مکرم ومحترم ہے؟

۱۵۔ کیا اسلام ترقی پسند مذہب ہے؟

۱۶۔ کیا اسلام ہر قسم کی جدیدیت (Modernism) کا مخالف ہے؟

۱۷۔ آزاد خیالی (Liberalism) کی اسلام میں کہاں تک گنجائش ہے؟

۱۸۔ روشن خیالی، وسیع النظری اور عالی ظرفی کا اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

۱۹۔ کیا دین اسلام خیر خواہی کا نام ہے یا بدخواہی کا؟

یہ وہ چند اساسی نوعیت کے سوالات ہیں جو مذہبی انتہا پسندی کے بالواسطہ یا بلا

واسطہ کسی نہ کسی پہلو سے متعلق ہیں چونکہ ان تمام سوالات کے مفصل جوابات کا یہ مضمون متحمل نہیں ہوسکتا اس لئے سطور ذیل میں ان میں سے بعض اہم سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

مذہبی انتہا پسندی کی تعریف:

انتہا پسندی سے مراد عدم توازن اور افراط وتفریط ہے۔

انگریزی زبان میں اس کے لئے لفظ

"Extremism" مستعمل ہے۔ چنانچہ انگریزی کی ایک معروف لغت میں اس کا مطلب یوں بیان ہوا ہے:

"Extre-mism: The quality or state of being extrem. special RADICALISM." (1)

پس انگریزی میں مذہبی انتہا پسندی کے لئے

Religious Extremism یا Fanaticism جیسے الفاظ مستعمل ہیں۔

عربی زبان میں انتہاپسندی کے لئے لفظ "تطرف" مستعمل ہے چنانچہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اس لفظ کا مفہوم یوں واضح کیا ہے:

"عربی زبان میں انتہا پسندی کے لئے لفظ "تطرف" استعمال ہوا ہے: تطرف کا مطلب ہے درمیان سے دور پلٹ کر کنارے پر کھڑا ہونا۔ اصلاً اس لفظ کا استعمال شروع شروع میں محسوس اور مرئی چیزوں کے لئے ہوتا تھا، مثلاً کنارے بیٹھنا، کنارے چلنا، لیکن پھر بعد میں اس کا استعمال معنوی چیزوں کے لئے بھی ہونے لگا، مثلاً دینی انتہا پسندی، فکری اور

نظریاتی انتہا پسندی ، مسلک اور رویہ میں انتہا پسندی ، انتہا پسندی کا لازمی نتیجہ چونکہ یہی ہوتا ہے کہ آدمی امن اور سلامتی سے دور اور ہلاکتوں اور خطروں سے قریب ہوجاتا ہے، اس لئے اسے انتہا پسندی کہا جاتا ہے۔"(۴۴)

شرعی معنی:

شریعت اسلامیہ میں انتہا پسندی کا مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی حدود سے تجاوز کیا جائے، اعتدال اور میانہ روی کو چھوڑ کر افراط وتفریط کا راستہ اختیار کیا جائے۔ خواہ وہ عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا اخلاقیات۔ فقہ و قانون کا مسئلہ ہو یا زندگی کا کوئی اور شعبہ۔ ان سب میں اعتدال اور میانہ روی کا راستہ ترک کرنا انتہا پسندی ہے۔

مترادف اصطلاحات:

عصر حاضر کے تناظر میں دہشت گردی ، بنیاد پرستی ، عدم برداشت (Intolerance) ، مبالغہ آمیزی، فساد، انسانیت دشمنی، سنگ دلی، بے جا قسم کی سختی، مذہبی منافرت ، مذہبی جنون اور فرقہ واریت وغیرہ جیسے الفاظ انتہا پسندی کے مترادف قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اور اعتدال پسندی، مذہبی رواداری ، عدم تشدد ، برداشت، جدت پسندی اور آزاد خیالی اور روشن خیالی جیسے الفاظ و اصطلاحات کو انتہاء پسندی کے متضاد قرار دیا جا سکتا ہے۔

اسلام میں انتہا پسندی اور غلو:

قرآن و حدیث میں انتہا پسندی کے لئے لفظ ''غلو'' استعمال ہوا ہے۔ ''غُلُوّ' فُعُول کے وزن پر ہے، مصدر فعل "غَلٰی یَغْلُو" ہے جس کے معنی افراط وتفریط اور ہر چیز کے حدود سے تجاوز ہے۔(۳)

قرآن:

اللہ عزوجل نے دین کے بارے میں غلو سے منع فرمایا ہے:

قُلْ یااَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِی دِیْنِکُمْ (۴)

''اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں۔''

مفتی محمد شفیع اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

''اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دونوں کو اس حکم کا مخاطب اس لئے بنایا گیا کہ غلو فی الدین ان دونوں میں مشترک ہے اور یہ دونوں فرقے غلو فی الدین ہی کے شکار ہیں، کیونکہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے اور ان کی تعظیم میں غلو کیا ان کو خدا یا خدا کا بیٹا یا تیسرا خدا بنا دیا اور یہود نے ان کے نہ ماننے اور رد کرنے میں غلو کیا کہ ان کو رسول بھی نہ مانا۔''(۵)

قرآن مجید ہی میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ
قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ (۶)

''اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے۔''

غلو کی تشریح:

غلو کے لفظی معنی حد سے نکل جانے کو کہتے ہیں چنانچہ جصاصؒ نے اپنی تفسیر میں اس کی وضاحت یوں کی ہے: الغُلو فِی الدِّین ھو مجاوزۃ حد الحق فیہ۔''(۷)

''دین کے بارے میں غلو یہ ہے کہ دین میں حق کی جو حد مقرر ہوئی ہے
اس سے تجاوز کرنا۔''

حدیث:

احادیث نبوی میں بھی انتہا پسندی اور غلو سے گریز کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔
چنانچہ فرمان نبویؐ ہے:

"ایّاکم والغلّو فی الدین، فانّما هلک من کان قبلکم بالغلّو فی الدین."(۸)

''دین کے معاملے میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لینا۔ تم سے پہلے قومیں (یہود و نصاریٰ) دین میں غلو ہی کے سبب ہلاک ہوگئیں تھیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ سرکار دو عالمﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم علیه السلام فانّما انا عبد فقولوا عبده ورسوله.(۹)

''میری مدح و ثناء میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے معاملے میں کیا ہے۔''

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آل محمدﷺ کی بابت فرمایا:

هم اساس الدین وعماد الیقین الیهم یفئی الغالی وبهم یلحق التالی.(۱۰)

آپ کرم اللہ وجہہ نے خود اپنی ذات کے بارے میں غلو سے منع کرنے کی تاکید فرمائی:

ایاکم والغلو فینا..................(۱۱)

''خبردار ہمارے (اہل بیت) کے بارے میں غلو سے پرہیز کرنا۔''

ھلک فِیَّ رجلان محبّ غال ومبغض قالٍ .(۱۲)

''دو آدمی (مختلف طرز وفکر رکھنے والے) ہلاک ہوئے ایک وہ شخص جس نے میری محبت میں حد سے تجاوز کیا اور دوسرا وہ جس نے مجھ سے دشمنی اختیار کرتے ہوئے اس میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔''

حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے بھی غلو سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔:

کونو النمرقة الوسطی یرجع الیکم الغالی ویلحق بکم التالی.(۱۳)

الغرض اسلام نے عقائد و اعمال، معاملات، کھانے پینے کی اشیاء اور زیب و زینت وغیرہ میں غلو اور مبالغہ آرائی سے منع فرمایا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے زینت کو جائز رکھا مگر اس میں فضول خرچی اور نخوت سے منع فرمایا ہے، ایک طرف ایک بندے کو عبادت کا مکلف ٹھہرایا دوسری طرف نفس و بدن کو زیادہ تکلیف دینے کی ممانعت فرمائی:

یابنی آدَمَ خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدِ کُلِّ مَسْجِدٍ وّکُلُوا واشرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفین٥ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زینةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لعبادِه. والطّیبات مِنَ الرِّزقِ.(۱۴)

''اے آدم کی اولاد! زینت اختیار کرو ہر عبادت کے موقع پر۔ کھاؤ پیو مگر اسراف سے گریز کرو، بلاشبہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔
اے پیغمبر! آپ پوچھیں کہ اللہ کی زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے، جنہیں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ولا تعتدُوا.(١٥)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔''

اسلام اور اعتدال پسندی:

اسلام ایک اعتدال پسند (Moderate) مذہب ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کے درمیان ایک حسین توازن پایا جاتا ہے۔ اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ اس میانہ روی کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے صراط مستقیم سے تعبیر کیا ہے اور اسی اعتدال والا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰذا صِراطی مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُل فتفرق بكم عن سبيله.(١٦)

''یہ میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔''

وَكَذٰلِكَ جَعلنكُم اُمَّةً وَّسَطًا لِتكُوْنُوا شُهَدَآءَ على الناس. (١٧)

''اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو۔''

الغرض اعتدال اور میانہ روی کا اصول زندگی کے ہر شعبے میں کارفرما ہے مثلاً عبادات کو لیجئے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بها وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا.(١٨)

''اور پکار مت پڑھ اپنی نماز اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈے اس کے بیچ میں راہ۔''

چال ڈھال سے متعلق بھی میانہ روی کا حکم ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

وَاقصِدْ فِیْ مَشْیِکَ (۱۹)

''اور چل بیچ کی چال''

اسی طرح خرچ کرنے میں بھی اعتدال کی راہ اپنانے کا حکم ہے:

وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا. (۲۰)

''اور نہ تو اپنا ہاتھ اپنی گردن میں باندھ لے ، اور نہ اس کو بالکل کھول دے کہ تو بیٹھ جائے ملامت کا نشانہ بن کر تھکا ہارا۔''

قرآن حکیم کی طرح احادیث نبوی میں بھی اعتدال اور میانہ روی کی تاکید کی گئی ہے۔ حدیث نبوی ہے:

"خیرا لامور اوسطھا."(۲۱)

''ہر ایک کام میں اوسط اور درمیانہ درجہ بہت ہی اچھا ہے۔''

ایک اور حدیث نبویؐ ہے:

"والا قتصاد جزءٌ من خمسة وعشرین جزأً من النبوة."(۲۲)

''میانہ روی (تمام حالتوں اور تمام کاموں میں) نبوت کا پچیسواں جزء ہے۔''

ھادیٔ صراط مستقیم ﷺ کا ارشاد ہے:

أمَا وَاللّٰهِ إنی لَأَ خشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتقَاكُمْ لَهُ لكِنّي أَصُومُ وأُفطِرُ ،

وَاُصلِّی وَاَرقُدُ ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنّی.(۲۳)

''اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور سب سے بڑھ کر تقویٰ کی پاسداری کرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار (ناغہ) بھی کرتا ہوں رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور نکاح بھی میری سنت ہے پس جس نے میرے طریقے سے منہ پھیرا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

تعلیمات نبویﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم صرف عقائد، عبادات اور معاملات تک محدود نہیں بلکہ وہ زندگی کے ہر شعبہ تک وسیع ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

ما احسن القصد فی الغنی، ما احسن القصد فی الفقر، ما احسن القصد فی العبادة.(۲۴)

''دولت مندی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے، محتاجی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے، عبادت میں درمیانگی کتنی اچھی ہے۔''

اس حدیث شریف کے آخیر میں ''اقتصاد'' بیان ہوا ہے محدثین کے نزدیک اقتصاد سے مراد میانہ روی ہے۔ یعنی ہر کام اور ہر حال میں افراط و تفریط سے بچنا اور اعتدال کی روش اختیار کرنے کا نام اقتصاد ہے۔

عَنْ اَبی هُرَیْرَةؓ اَرَاهُ رَفَعَهُ قَال اَحْبب حَبِیْبکَ هَوْنًا مَّاعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ بَغَیْضَکَ یوما مَّا وَابْغِضْ بِغَیْضَکَ هَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَکُوْنَ حَبیبک یوما مَّا.(۲۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا معاملہ رکھو ۔ شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے۔ اور دشمن کے ساتھ دشمنی میں بھی میانہ روی ہی رکھو کیونکہ ممکن ہے کہ کل وہی تمہارا دوست بن جائے۔"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی، آپؐ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، یہ فلاں عورت ہے جو نمازیں (نفلی) کثرت سے پڑھتی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَهُ عَلَيْكُمْ بِمَا تطيقُون ، فَوَاللّٰه! لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وكان اَحَبُّ الدِّيْن إِليه مَادَاوَامَ صَاحِبُهُ عليه .(۲۶)

"ٹھہرو! تم اسی چیز کو لازم پکڑو جس کی تمام طاقت رکھو، اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عبادت واطاعت وہ ہے، جس پر اس کو اختیار کرنے والا ہمیشگی کرے۔"

احکام شریعت میں تیسیر:

اسلام دین فطرت ہے اس لئے شریعت کے جملہ احکام میں انسان کی فطرت اور اس کے مزاج کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ انسان چونکہ فطری طور پر کمزور اور کم ہمت پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا.(۲۷)

"انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔"

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا.(۲۸)

"بے شک انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے"

''یہی سبب ہے کہ ہمیں ہر مقام پر احکام شریعت میں نرمی ، آسانی اور سہولت نظر آتی ہے۔ یہ بات قرآن حکیم طرح درج ذیل آیتوں سے ثابت ہے:

يُرِيْدُ اللّٰه بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرِ.(۲۹)

''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا۔''

يُرِيْدُ اللّٰه اَنْ يُّخفِف عَنْكُمْ (۳۰)

''اللہ چاہتا ہے کہ (بے جا سختیوں کے بجائے تمہارے بوجھ کو ہلکا کرے)''

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ.(۳۱)

''اللہ کا رسول اس بوجھ سے نجات دلائے گا جس کے نیچے وہ دبے ہونگے، ان پھندوں سے نکالے گا جن میں گرفتار ہوں گے۔''

قرآن حکیم کے علاوہ احادیث نبوی میں سہولت اور آسانی کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے:

يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوا ، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّروا.

''دین میں آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو اور لوگوں کو رغبت دلاؤ انہیں متنفر نہ کرو۔''

فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِينَ .(۳۳)

''پس تم آسانی مہیا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو،، سختی کرنے والے بنا کرنہیں بھیجے گئے۔''

ایک اورفرمان نبوی ہے:

انی ارسلت بالحنيفية السمحة .(۳۴)

''میں سیدھا آسان اورنرم دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔''

ما خير رسول الله ﷺ فی امرین الا اختار ایسرهما مالم یکن اثما.(۳۵)

''جب کبھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ والی شے نہ ہوتی۔''

ایُّها الناس ان منکم منفّرینَ فَایُّکُمْ ماصلی بالنّاسِ فلْیُوجز فانّ فیهم الکبیر والضّعیف وذا الحاجة.(۳۶)

''اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو متنفر کر دیتے ہیں، جو شخص تم میں سے نماز پڑھائے مختصر پڑھائے، کیونکہ ان میں بوڑھے، کمزور اور کام کرنے والے سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔''

حضرت انس؄ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ مسجد میں تشریف لائیں تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ رسی کیا ہے۔(یعنی کس مقصد کے لئے بندھی ہے) لوگوں نے بتلایا کہ یہ (حضرت ام المومنین) زینب؄ کی رسی ہے، جب وہ (عبادت کرتے کرتے) تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں (تاکہ سستی دور ہو جائے) نبی ﷺ نے فرمایا:

حُلُّوهُ، لِیُصَلِّ احَدکُمْ نَشَاطَهُ، فإذا فَتَرَ فَلْیَرْقُدْ.(۳۶)

''اس کو کھول دو! تم میں سے ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ اس وقت نماز پڑھے جب وہ فرحت و نشاط محسوس کرے، جب اس پر کاہلی کا غلبہ ہو تو سو جائے۔''

عَنْ ابن مسعود رضی الله عنه، ان النبی ﷺ قال: هَلَکَ المُتنطعُون قالَها ثلاثًا (۳۷)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہو گئے، آپ نے
تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔''

اجرائے حد میں احتیاط:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم کی بیخ کنی کے لئے اسلام نے سخت قسم کی سزائیں مقرر کی ہیں لیکن ان سزاؤں کے اجراء میں حد درجہ احتیاط برتنے کا حکم ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس وقت آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، اس آدمی نے پکارا یارسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ نے (یہ سن کر اپنا رخ مبارک اس کی جانب سے پھیر لیا (وہ اعتراف کرتا رہا اور آپ اپنا رخ پھیرتے رہے) یہاں تک کہ اس نے اپنے گناہ پر چار مرتبہ شہادت دی تب آپ نے ارشاد فرمایا:

اَبِکَ جنونٌ قال لا قال فهل اَحصنت قال نعَمْ فامر بِهٖ فَرُجِمَ بالمُصلّٰی .

''کیا تو پاگل ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا
تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا۔ ''جی ہاں'' تب آپ کے حکم سے اسے
عیدگاہ ہی میں رجم کیا گیا۔''(۳۸)

عزیمت و رخصت:

عزیمت و رخصت دونوں کا دین سے گہرا تعلق ہے۔ دونوں پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے یہ حالات اور مواقع پر منحصر ہے کہ کس وقت کس اصول پر عمل ضروری ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر وقت اور ہر موقع پر مکلفین رخصت کی تلاش میں ہوں۔ کیونکہ یہ تو نفسانی

خواہشات پر عمل ہے۔ ہاں اگر تخفیف وسہولیات کے اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے تو مکلف کے لئے رخصت ہے۔ اسی طرح ہر وقت اور ہر موقع پر عزیمت کی تمنا کرنا بھی مصالح شریعت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ دین کے ساتھ قوت آزمائی ہے۔ جس میں انسان کا شکست سے دوچار ہونا یقینی ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے:

اِنَّ الدّین یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلّا غَلَبَهُ فَسَدِّدوا وابشِروا واسْتَعِیْنُوْا بالْغَدْوَةِ والرَّوْحة وَشی ءٍ مِّنُ الدُّلْجَةِ. (۳۹)

''بے شک دین آسان ہے اور دین میں جو کوئی سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آئے گا اس لئے بیچ بیچ کی چال چلو اور (افضل کام نہ کرسکو تو اس کے) نزدیک رہو اور ثواب کی امید رکھ کر خوش رہو اور صبح وشام اور آخر شب کے اوقات سے (اپنی اطاعت وعبادت اور دوسرے کاموں میں) مدد حاصل کرو۔''

عدم حرج:

دین اسلام میں حرج نہیں ہے۔ حرج کے معنی تنگی کے ہے۔ ایک معروف لغت میں اس لفظ کی تشریح یوں کی گئی ہے۔

الحرج الضیق. (۴۰)

''حرج کے معنی تنگی ہے۔''

امام شاطبی نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

اصل الحرج الضیق. (۴۱)

''حرج کی اصل تنگی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما جعل علیکم فی الدّین من حرج.(۴۲)

''اور اس نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

ما یرید اللّٰہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم.(۴۳)

''اللہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے۔''

بتصریح ابن عباسؓ:

انما ذلک سعة الاسلام ما جعل اللّٰہ من التوبة والکفارات.(۴۴)

''یہ (دین میں تنگی نہ ہونا) اسلام کی وہ وسعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے توبہ اور کفارہ کی شکل میں عطا کی ہے۔''

دفع ضرر:

شرعاً جائز نہیں کہ آدمی اپنے بھائی کو نقصان پہنائے اور نہ اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ انتقام کے طور پر ضرر پہنچائے۔ ارشاد نبوی ہے:

لا ضرر ولا ضرار، وللرجل ان یجعل خشبة فی حائط جارہ ولاالطریق المیتاء سبعة اذرع.(۴۵)

''آدمی نہ خود ضرر اٹھائے اور نہ کسی کو ضرر پہنچائے، اور آدمی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی دیوار پر اپنی لکڑی رکھے اور عام راستہ سات ہاتھ ہوتا ہے۔''

حاکم نے المستدرک میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار، من ضار، ضاره اللّٰه ومن شاق ، شاق اللّٰه علیه.(۴۶)

''آدمی نہ ضرر اٹھائے اور نہ کسی کو ضرر پہنچائے۔ اور جو شخص کسی کو ضرر پہنچائے اللہ اس کو ضرر پہنچائے گا۔ اور جس نے کسی پر سختی کی اللہ اس پر سختی کرے گا۔''

آپ ﷺ نے چند مختصر الفاظ میں ایک ایسا اصول بیان کیا، جس کو اگر عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر نافذ کیا جائے تو زمین امن کا گہوارہ بن جائے۔

اسلام دین رحمت:

حق سبحانہ و تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے۔ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ قرآن حکیم کتاب رحمت ہے اور اسلام دین رحمت ہے اور یہ بات واضح ہے کہ احکام شریعہ میں نرمی اور سہولت کا سبب یہی رحمت ہے۔ جب اللہ عزوجل کسی امر میں تخفیف اور سہولت مہیا کرتا ہے تو یہ رخصت اس کی رحمت کے طفیل ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلک تخفِیفٌ مِّن رَّبّکم وَرَحْمَۃٌ.(۴۷)

''یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت۔''

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنتَ لَھُمْ .(۴۸)

''اے نبی ﷺ اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم دل واقع ہوئے ہیں۔''

ربُّکُمْ ذُوْ رَحْمَۃٍ وَّاسِعۃٍ .(۴۹)

''تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔''

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیم.(۵۰)

''وہی رحم والا مہربان ہے۔''

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِین..(۵۱)

''بے شک اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

ان رَحمة اللّٰه قریبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ.(۵۲)

''اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔''

وَنُنَزِّلُ مِنَ القرانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ.(۵۳)

''اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت ایمان والوں کے واسطے۔''

رحمدلی:

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے رحمدلی کی تعلیم دو مختصر اور جامع لفظوں میں یوں دی ہے:

مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ.(۵۴)

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

رحم کا جذبہ خداوند تعالٰی کی رحمت کا پرتو ہے اور اسی سے صلہ رحمی کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

اِنَّ الرَّحِمَ شَجنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ.(۵۵)

''بے شک رحم رحمٰن کی جڑ سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے۔''

نرمی کی تاکید:

اسلام نرمی کا دین ہے اس میں ہمیشہ مسلمانوں کو نرمی، صبر، حوصلہ ، برداشت اور

رواداری کی تعلیم دی گئی ہے اور بے جا سختی اور شدت سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو جب فرعون کے پاس بھیجا گیا تو نرمی کی تاکید کی گئی:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا.(۵۶)

''تم دونوں اس میں نرمی سے باتیں کرنا۔''

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.(۵۷)

''تو اپنے رب کے راستہ کی طرف دانائی سے اور اچھی نصیحت سے بلا۔''

حدیث نبوی ہے:

یا عائشة اِنَّ اللّٰه يُحب الرِّفق فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ.(۵۸)

''اے عائشہ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی پسند کرتا ہے۔''

من يحرم الرفق يحرم الخير كله.(۵۹)

''جو نرمی سے محروم ہے وہ ہر بھلائی سے محروم ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفق ، ويُعْطِيْ على الرِّفق مالا يُعْطى على العنف.(۶۰)

'' بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہے، نرمی کو پسند فرماتا ہے، نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں فرماتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کیا، پس لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اسے زدوکوب کریں، تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُ وَاَرِيقُو عَلٰى بَولِه سَجْلًا مِنْ مَاءٍ او ذَنُوْبًا من مَآءٍ، فَاِنَّمَا بُعِثْتُم مُيَسِّرِينَ ولم تبعثُوا مُعسِّرين.(۶۱)

''اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو، اس لئے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔''

عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا واقعہ ہے جسے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے نقل کیا ہے کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مارا، انصاری نے انصار اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جب آپ ﷺ کو اس اس واقعے سے متعلق بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کا دعویٰ اچھا نہیں، اس طرح معاملہ سلجھ گیا، عبداللہ بن ابی سلول نے سنا تو کہنے لگا کہ اگر ہم اس سفر سے مدینہ میں پہنچ گئے تو جس کا اس شہر میں زور ہے وہ بے قدر شخص کو نکال دے گا، رسول اللہ ﷺ کو جب پتہ چلا تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ اجازت مرحمت فرمائیں کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

دعهُ لا يتحدث النّاس ان محمداً يقتل اصحابه.(٦٢)

''اسے جانے دو، کیونکہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔''

خیر خواہی:

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ حدیث نبوی ہے:

الدين النصيحة قلنا لمن؟ قال لله ولكتابه ورسوله ولائمة المسلمين وعامتهم.(٦٢)

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا،

اے اللہ کے رسول کس کے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ، اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمان قائدین اور مسلمانوں کے ساتھ۔"

رسول اللہ ﷺ نے تو خیر خواہی پر لوگوں سے بیعت بھی لی ہے۔ ایسے معاشرہ میں قیادت اور عوام میں باہمی محبت اخلاص اور خیر خواہی کا جذبہ پوری طرح کارفرما ہوتا ہے۔

عن جریر بن عبداللہ قال، بایعت رسول اللّٰہ ﷺ علی اقامة الصلوٰۃ وایتاء الزکواۃ والنصح لکل مسلم۔(۶۴)

"میں نے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔"

حرمت جان:

اسلام کی نظر میں ایک بے گناہ انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الارض فَکَاَنَّمَا قتل النَّاس جمیعاً. وَمن اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَآ احیا النّاس جمیعًا.(۶۵)

"جس نے سوائے اس کے کہ قصاص لینا ہو یا ملک میں فساد پھیلانے والوں کو سزا دینی ہو، کسی انسان کو قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کا خون کیا اور جب کسی نے کسی کی جان بچائی گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دے دی۔"

داعی امن رسول عربی ﷺ کا ارشاد ہے:

فان دماء کم واموالکمْ واعراضکم حرام الی اَن تلقوا ربکم

کحرمة یومکم ھٰذا.(٦٦)

''بلاشبہ تمہاری جان و مال اور آبرو ایک دوسرے کے لئے اسی طرح محترم ہے جس طرح آج کا یہ دن ہے حتی کہ تم اللہ سے جا ملو۔''

حدیث کی رو سے مخلوق خدا کی عیال ہیں:

الخلق عیال اللّٰہ فاحبّ الخلق الیٰ اللّٰہ من احسن الیٰ عیالہ.(٦٧)

''ساری مخلوق خدا کی عیال ہیں اور اللہ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔''

بقول شاعر:

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

دہشت گردی:

دین اسلام سراپا امن و سلامتی ہے۔ اس کی بنیاد، خیر خواہی، امن، سلامتی، شرافت اور احترام آدمیت پر ہے۔ قرآنی ہدایات اور تعلیمات نبوی کی رو سے ظلم و ستم، خون ریزی، غارت گری، سنگ دلی، انسانیت دشمنی، دہشت اور بربریت قطعاً حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا تولیٰ سَعٰی فِي الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فیھا وَیُھْلِکَ الحَرْثَ وَالنَّسلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ.(٦٨)

''اور جب وہ پیٹھ پھیر جاتا ہے تو اس کوشش میں رہتا ہے کہ زمین پر فساد کرے اور کھیتی اور جانوروں کو تلف کرے، درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ فساد کو (بالکل) پسند نہیں کرتا۔''

"لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها..................."(۶۹)

''اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا۔''

پیغمبر ﷺ نے فتح مکہ کے بعد اپنے دشمنوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ اليومَ فاذهبوا فانتم الطلقاء.(۷۰)

فساد:

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فساد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فساد سے مراد ہے لوگوں کے درمیان اختلاف ڈالنا، قطع رحمی کرنا، خون بہانا، دین سے پھرنا، تخریب کاری کرنا اور منکرات کا ارتکاب کرنا۔''(۷۱)

دہشت گردی کو اسلامی اصطلاح میں فساد سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے فساد، اصلاح کی ضد ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِیْ الْاَرْضِ قَالوا انّما نحنُ مصلحون.(۷۲)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔''

حاصل کلام یہ کہ اسلام میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

نتائج:

۱۔ اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے۔

۲۔ اسلام نے ہر کام میں میانہ روی کو نہ صرف مستحسن قرار دیا ہے بلکہ اس امت کی

ایک بنیادی خصوصیت ٹھہرایا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ دین میں غلو اور انتہا پسندی کو پسند نہیں کرتا۔

۴۔ اسلام دین رحمت ہے۔

۵۔ اسلام سہولت اور نرمی کا دین ہے اس لئے احکام شرعیہ میں بندوں کے لئے نرمی، سہولت، رخصت اور آسانی ملحوظ رکھی گئی ہے۔

۶۔ دینِ اسلام تنگی اور بے جا شدت اختیار کرنے کے حق میں نہیں ہے۔

۷۔ اسلام امن پسند مذہب ہے۔

۸۔ اسلام اور دہشت گردی دو بالکل متضاد چیزیں ہیں جو کبھی یکجا ہو ہی نہیں سکتیں۔

۹۔ اسلام کی نظر میں ایک بے گناہ انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔

۱۰۔ اسلام ایک خونخوار مذہب نہیں ہے۔

؎ بش کا غیظ و غضب سر آنکھوں پر
کاش سوچیں وہ دردمندی سے
اب جواب انتہا پسندی کا
خود نہ دیں انتہا پسندی سے

رافت و رحمت کا ظہور کاملؐ، داعی امن، پیغمبر عدل و مساوات، ھادی صراط مستقیم، صاحب لولاک، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیماo

حوالہ جات

1- Websler's third New Internatioal Dictionary, M-Webster IN C, Publishers, U.S.A, 1986, PP.807-808.

۲۔ القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر ،اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں ، سلمان ندوی (مترجم)، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت ،ص ۹۔۱۰

۳۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، المکتبۃ المرتضویہ،تھران، ص ۳۶۵، ابن منظور ، لسان العرب، طبع اول ، بیروت؛ دار احیاء التراث العربی، ۱۲۰۸، ذیل غلو؛ زبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس ،طبع دوم، بیروت، دار، مکتبۃ الحیاۃ، ج ۱۰،ص ۲۶۹

۴۔ النساء،۴ : ۱۷۱

۵۔ مفتی محمد شفیع ، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی،۴ : ۱۷۱، ۲/ ۶۱۹

۶۔ المائدہ، ۵ : ۷۷

۷۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن ،۲ /۲۹۲۔

۸۔ احمد بن حنبل، مسند احمد ، دار الفکر، بیروت، ج ۱ ،ص ۲۱۵، ۲۴۷۔

۹۔ احمد بن حنبل، مسند احمد ، ۱/۲۴۔

۱۰۔ صبحی صالح، نہج البلاغہ، خطبۃ ۲ ، فقرہ ۱۳۔

۱۱۔ غرر الحکم، و درر الکلم ،۲ /۳۲۴۔

۱۲۔ صبحی صالح، نہج البلاغہ، حکمت شمارہ، ۱۱۷؛ فیض الاسلام ،حکمت شمارہ ۱۱۳۔

۱۳۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الاصول من الکافی، طبع چہارم، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۶۵ ش،۲/۷۵۔

۱۴۔ الاعراف، ۷: ۳۱۔۳۲۔

۱۵۔ المائدہ، ۵: ۸۷۔

۱۶۔ الأنعام، ۶: ۱۵۳۔

۱۷۔ البقرہ،۲: ۱۴۳۔

۱۸۔ بنی اسرائیل، ۱۷: ۱۱۰۔

۱۹۔ لقمان، ۳۱: ۱۹۔

۲۰۔ بنی اسرائیل، ۱۷: ۱۱۰۔

۲۱۔ ابن الاشیر ابو السعادات مبارک بن محمد الجزری، جامع الاصول، ۱/ ۲۲۳.

۲۲۔ ابو داؤد، کتاب الادب، باب في الوقار، ۲ /۶۵۹.

۲۳۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، الترغیب فی النکاح، ۷ / ۲.

۲۴۔ علی المتقی بن حسام الدین برہان پوری، (م ۹۷۵ھ) کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، ۲ /۷.

۲۵۔ ترمذی، السنن، ابواب البر والصلة، باب فی الاقتصاد فی الحب والبغض.

۲۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التهجد، باب مایکره من التشدید فی العبادة.

۲۷۔ النساء، ۴: ۲۸۔

۲۸۔ المعارج، ۷: ۱۹۔

۲۹۔ البقرہ، ۲: ۱۸۵۔

۳۰۔ النساء،۴: ۲۸۔

۳۱۔ الاعراف، ۷:۱۵۷۔

۳۲۔ البخاری، الجامع الصحیح کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا۱/۲۷۔

۳۳۔ البخاری، الجامع الصحیح کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسِّرُوا، ۸/۳۷

۳۴۔ احمد بن حنبل، المسند ۶/۱۱۶۔

۳۵۔ مالک بن انس الموطأ کتاب حسن الخلق ۲/ ۴۳۶۔

۳۶۔ البخاری، الجامع الصحیح کتاب التهجد، باب ما یکره من التشدید فی العبادة۔

۳۷۔ المسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب هلک المتنطعون.

۳۸۔ البخاری، الصحیح، کتاب الحدود، باب لا یرجم المجنون والمجنونة.

۳۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدین یُسرٌ.

۴۰۔ المعجم الوسیط، ۱/۱۶۴۔

۴۱۔ الشاطبی، ابی اسحٰق ابراهیم بن موسیٰ الغرناطی (۷۹۰ھ)، الموافقات، مصر، المکتبة التجاریة الکبریٰ، ت ن، ۲/ ۱۵۹۔

۴۲۔ الحج، ۲۲: ۷۸۔

۴۳۔ المائدة، ۵: ۶۔

۴۴۔ الشاطبی، الموافقات ۲/۱۵۹۔

۴۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱/۳۱۳۔

۴۶۔ الحاکم، أبی عبدالله، المستدرک، کتاب البیوع، النهی عن المحاقلة والمخاضرة والمنائدة، ۲/۵۸.

۴۷۔ البقرة، ۲: ۱۷۸۔

۴۸۔ آل عمران، ۳ : ۱۵۹۔

۴۹۔ الانعام، ٦ : ۱۴۷۔

۵۰۔ الحشر، ۵۹ : ۲۲۔

۵۱۔ الانبیاء، ۲۱ : ۱۰۷۔

۵۲۔ الاعراف، ۷ : ۵٦۔

۵۳۔ الاسراء، ۱۷ : ۸۲۔

۵۴۔ البخاری، الجامع الصحیح۔

کتاب الأدب، باب رحمة النّاسِ والبهائم. ۸/۱۰

۵۵۔ ایضاً، ۳اباب من وَصل وَصَلَهُ اللّٰه، ۸/۷

۵٦۔ طٰہٰ، ۲۰ : ۴۴

۵۷۔ النحل، ۱٦ : ۱۲۵

۵۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب الرفق فی الأمر کلّهِ، ۸/۱۴

۵۹۔ ابوداوٗد، کتاب الأدب، باب فی الرِّفق، ۲/۴۰۱۔

٦۰۔ المسلم، الصحیح، کتاب البر، باب فضل الرفق.

٦۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطهارة، باب صبّ الماء علی البول فی المسجد۔

٦۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب قوله سواءٌ علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفرلهم.

٦۳۔ نووی، ابوزکریا، یحیٰی بن شرف، ریاض الصالحین، مصطفی البابی المحلی، القاہرہ، ۱۹۳۸ء، ص ۱۰۷۔

٦۴۔ ایضاً۔

۶۵۔ المائدة ' ۵: ۳۲۔

۶۶۔ البخاری ' الجامع الصحیح ' کتاب العلم باب قول النبی ﷺ ربَّ مُبَلّغٍ أوعیٰ من سامع ' ۱/۲۶.

۶۷۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ (۷۴۳ھ) ' مشکوٰۃ المصابیح ' کتاب اسماء اللہ تعالیٰ ' باب الشفقة ' والرّحمة علی الخلق ' ص ۴۲۵۔

۶۸۔ البقرة ' ۲: ۲۰۵۔

۶۹۔ الاعراف ' ۷: ۵۶۔

۷۰۔ ابن ہشام ' ابومحمد بن عبد الملک ' السیرة النبویة ' ۴/۵۵۔